قسط (۲)

مولانا محمد عرفان الحق اظہار حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

# عالم اسلام صلیبی دہشت گردی کے نرغہ میں

اسلام آباد اور لاہور میں مولانا سمیع الحق صاحب کی معرکۃ الاراء نئی کتاب ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' کی تقریب رونمائی کی رپورٹیں پچھلے شماروں میں شائع ہو چکی ہیں۔ 27/اگست 2004ء کو کراچی کے آواری ہوٹل میں رونمائی کی تقریب کی رپورٹ شائع کی جارہی ہے۔ کراچی کے چیدہ ممتاز علماء سیاستدانوں ممبران پارلیمنٹ' ممتاز صحافیوں اور کالم نگاروں نے اظہار خیال کیا جس کے چیدہ چیدہ حصے شامل کئے جارہے ہیں۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا مفتی محمد عثمان یار خان صاحب نے انجام دیئے۔ تقریب کے حاضرین میں درجنوں شہرہ آفاق علماء وفضلاء اور دانشوروں کے علاوہ سندھ کے وزیر اعلیٰ ارباب غلام رحیم بھی مہمان خصوصی کے طور پر موجود تھے۔ وقت کی کمی کی وجہ سے کئی حضرات کو اظہار خیال کا موقع نہ مل سکا۔............................ (ادارہ)

**ڈاکٹر عبدالرشید صاحب: ڈین فیکلٹی آف اسلامک سٹڈیز کراچی یونیورسٹی** اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین۔ قال اللہ ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء صدق اللہ العظیم۔ میں نے قرآن کی جس آیت کو تلاوت کیا' حقیقت ہے جو کام بہت بڑے اداروں کو کرنا چاہیے تھے جو انسٹیٹیوشنز اور یونیورسٹیوں کو کرنا چاہیے تھا وہ کام حضرت مولانا سمیع الحق نے تن تنہا فرمایا اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے جس سے چاہتا ہے کام لے لیتا ہے۔ اس کتاب کے تبصرے کے سلسلہ میں مَیں ایک بات بھی عرض کرتا چلوں کہ تبصرہ آسان بھی بہت ہوتا ہے اور بہت مشکل بھی۔ ہم جب سیکنڈری سکول میں پڑھ رہے تھے تو ایک مضمون ہم نے پڑھا تھا پطرس بخاری کا کہ ''میں اور میڈم'' جو دوران تعلیم اس کے ساتھ کلاس فیلو تھی' وہ خاتون روزانہ ایک کتاب لاتی تھی اور بخاری صاحب سے کہتی کہ یہ میں نے پڑھی ہے آپ بھی پڑھئے۔ کل اس پر تبصرہ کریں گے۔ اور اگلے دن اس پر تبصرہ ہوتا تھا کہ اس کتاب میں یہ خوبیاں ہیں اور یہ خرابیاں۔ کچھ عرصہ بعد بخاری صاحب بیمار ہو گئے تو انہوں نے اس خاتون کو بلایا اور کہا کہ میں آپ سے معافی چاہتا ہوں تو اس نے کہا کہ کیوں؟ تو بخاری صاحب نے کہا دراصل میں نے تمام کتابیں بغیر پڑھے ہی تم سے تبصرہ کئے تھے' مجھے معاف کردو میں نے زیادتی کی۔ اس خاتون نے جواب میں کہا کہ کوئی بات نہیں ابھی پڑھ لیجئے۔ اس کے بعد جب بخاری صاحب نے کتابیں پڑھنی شروع کیں تو معلوم ہوا کہ اس کتاب کے صفحے بھی جڑے ہوئے ہیں۔ گویا کہ خاتون نے بھی بغیر پڑھے تبصرے کئے تھے۔ لیکن مجھے چونکہ آپ (مولانا سمیع الحق) سے اور آپکے خاندان سے الحمد للہ آپکے والد محترم حضرت مولانا عبدالحق ؒ صاحب سے بڑی

ملاقاتیں ہوئی اور اس وقت جب کہ میں صوفیائے خٹک پر پروجیکٹ کررہا تھا تو انہوں نے مجھے بھرپور دعائیں دیں۔ یہ کتاب جس کے ۴۹۹ صفحات ہیں۔ آخری صفحہ پر حضرت کی کتابوں کا اشتہار بھی شامل کریں تو ۵۰۰ صفحات بنتے ہیں۔ حضرت کے جو انٹرویوز' کمنٹس اور خیالات ہیں وہ ۱۳ دسمبر ۱۹۹۸ء سے لے کر ۱۶ فروری ۲۰۰۴ء تک ہیں۔ اس عرصہ کے دوران آپ سے بین الاقوامی میڈیا' مختلف حضرات اور مختلف اداروں نے جہاد کے بارے میں جو سوالات کئے آپ نے ان کے جوابات دیئے اور سب سے بڑی خصوصیت اس کتاب کی یہ ہے یہ کتاب ایک ریفرنس بک ہے۔ ہر انٹرویو سے پہلے جس نے آپ کا انٹرویو لیا۔ اس کا تعارفی کارڈ ہے۔...... میرے نزدیک اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی صداقت و دیانت ہے کہ مولانا کے ذہن میں جو بات بھی تھی' وہ آپ نے بڑی دیانت سے بیان کردی۔ یہاں تک کہ جب مدارس کی بات ہوتی تو آپ کی جب پرویز مشرف سے ملاقات ہوئی تو آپ نے ان سے کہا کہ بھئی دیکھئے جنرل صاحب یہ ہمارے ادارے کتنا کام کررہے ہیں' کتنے بچوں کو تعلیم دے رہے ہیں۔ اور آپ ان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ تو جو بات جنرل صاحب نے کی آپ نے وہی بیان کی اور لکھی ہے: آپ نے فرمایا کہ مجھے جنرل پرویز مشرف نے کہا کہ ''میں کوئی پاگل ہوں کہ مدارس کے بارے میں ایسا کہوں۔'' دیکھئے بالکل وہی الفاظ ہیں جو انہوں نے کہے۔ اس طرح آپ کتاب کے ہر ہر صفحہ پر جائیں جو مولانا کے دل کی بات ہے وہ آپ نے فرمائی۔ اور سب سے بڑی بات کہ جہاد کا جو تصور ہے اور جہاد کے بارے میں جو مس انڈرسٹینڈنگ خاص طور پر امریکہ اور یورپ وغیرہ میں ہے' ہم بھی وہاں جاتے ہیں ہم سے بھی سوالات ہوتے ہیں' وہ آپ نے بالکل واضح کیے۔ اور بعض جگہ تو بڑی پیاری باتیں کہی ہیں۔ مثلاً ایک جگہ لکھا ہے کہ ہم یہ سوچتے تھے' خواب بھی تھا اور حقیقت بھی کہ ہمارے مدرسے کے طالب علم جو ہیں جو یہاں سے پڑھ کر جانے والے ہیں' ان کے پاس بخاری' ترمذی کتابیں ہیں وہ پڑھاتے ہوں گے لیکن کہتے ہیں کہ یہ دیکھ کر ہمیں حیرانگی ہوئی اور خوشی بھی ہوئی کہ جہاد افغانستان کے دوران ان طلباء کے بغل میں بخاری شریف اور کاندھوں پر سٹنگر میزائل تھا۔ وہ دین کی خدمت بھی کررہے تھے اور جہاد فی سبیل اللہ بھی کررہے تھے۔ ایسی ایک نہیں بہت سی مثالیں آپ کو ملیں گی۔ میرے خیال میں بحیثیت استاذ جامعہ کراچی یہ کتاب ان تمام اداروں کے لئے' افراد کے لئے' ملکوں کیلئے جن کے ذہن میں جہاد کے بارے میں کوئی شبہ ہے' مس انڈرسٹینڈنگ ہے یا وہ جہاد کو دہشتگردی قرار دیتے ہیں۔ میرا خیال ہے بلکہ مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ان کے یہ خدشات دور ہوجائیں گے۔ مولانا نے بالکل واضح طور پر فرمایا کہ دہشتگردی کیا ہے؟ اور جہاد کیا ہے؟ اسکے ساتھ ساتھ میں کچھ عرض بھی کرنا چاہوں گا' سفارش تو نہیں کرسکتا ہوں' میں تو انکا شاگرد ہوں عرض کروں گا کہ اس کے اگلے ایڈیشن کے لئے میرے ذہن میں کچھ ریکمنڈیشن ہیں وہ بھی اس میں شامل کردی جائیں تو انشاءاللہ اسکی حیثیت اور بڑھ جائے گی۔ پہلی بات تو یہ کہ ملک بھر کے لائبریز میں اور دنیا بھر میں اس کو متعارف کرنے کیلئے اس کیلئے آئی ایف بی نمبر لینا چاہیے اور لائبریری آف کانگرس کا نمبر اس پر پرنٹ ہونا چاہیے۔ تاکہ یہ پوری دنیا میں پڑھی جاسکے۔ اسکے علاوہ اگر یہ انٹرویوز انگریزی میں ہوں اور لوگوں نے انگریزی میں کیے اور مولانا کے ادارے کے پاس اسکی آڈیو کیسٹس موجود ہوں تو اس

کی انگریزی شائع ہونی چاہیے۔ اگر نہیں تو اس کے سلکٹیڈ عنوانات جو میری نظر میں ہیں، میں گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے فیکلٹی آف اسلامک سٹڈیز کو آپ اجازت دینگے تو وہ انشاء اللہ اسکا ترجمہ شائع کریگی اسکی سرپرستی کیلئے میں جناب وزیراعلیٰ سے درخواست کرونگا کہ اس پروجیکٹ کی سرپرستی آپ فرمائینگے اور کیوں؟ بات یہ ہے کہ اسلام کو جب بھی قوت ملی وہ یا تو صحرا سے ملی یا کوہستان سے ملی اور اتفاق کی بات اور بہت اچھا اتفاق ہے کہ آج مرد کوہستانی بھی، موجود ہے اور بندہ صحرائی بھی موجود ہے اسی لئے اقبال نے کہا تھا کہ

ع　فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی　　یا بندۂ صحرائی یا مرد کوہستانی

انشاء اللہ باقی کسی وقت موقع ملا تو کتاب پر تفصیلی تبصرہ کروں گا۔ میں اجازت چاہتا ہوں آپ کی توجہ کا شکریہ۔

**مولانا احتشام الحق تھانوی کے جانشین حضرت مولانا تنویر الحق تھانوی**

جناب صدر! قابل احترام علماء کرام ودانشواران قوم، حاضرین محفل حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا سمیع الحق کی یہ صفت سب سے زیادہ ممتاز ہے کہ نسبتوں کا بڑا لحاظ فرماتے ہیں اور اسی نسبت سے شاید انہوں نے فیصلہ فرمایا اور میری عزت افزائی کا یہ سامان فراہم کیا۔ میں ان کے تمام رفقاء کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جہاں ایسی شخصیات ہوں جو اپنے اپنے شعبوں کے آفتاب و ماہتاب ہیں حقیقت یہ ہے کہ غیر رسمی طور پر یہ بات عرض کرر ہا ہوں کہ وہاں پر لب کشائی کی ہمت بھی نہیں ہوتی لیکن پھر بھی اس میں کچھ شک نہیں کہ اس پرآشوب زمانہ میں اور عالم اسلام کی ایسی صورتحال میں جو پورے عالم اسلام کو درپیش ہے یہ کتاب "صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام"، جس کی آج رونمائی ہوئی، اس کا مطالعہ پورا تو نہیں ہوسکا لیکن میں نے یہ اندازہ لگایا کہ حضرت مولانا نے بڑی محنت اور بڑے جذبات کیساتھ اسلام کی مسلمانوں کی صحیح معنوں میں وکالت فرمائی ہے۔ اور مولانا کا یہ حق بھی ہے اس لئے کہ افغانستان کیساتھ ان کا جو قرب رہا ہے وہ مجھے معلوم ہے کہ ماضی میں بھی بڑی بڑی شخصیات ان کے رابطہ میں رہے، ان کے مدرسے سے تعلق رہا۔ اس عنوان پر سب مسلمان اپنی اپنی رائے دے سکتے ہیں لیکن مولانا نے واقعتاً جو باتیں جمع فرمائی ہیں وہ نہ صرف یہ کہ علماء کیلئے بلکہ ہر شعبے سے تعلق رکھنے والوں کے لئے یقیناً اس میں بہترین مواد ہوگا۔...... میں یہ دیکھتا ہوں کہ پاکستان سے جب باہر جایا جائے، یورپ میں وہاں عام طور پر مسلمان بڑی عجیب کیفیت کے شکار ہیں اور برا ماننے کی بات نہیں، میرے والد محترم فرماتے تھے کہ کھجلی تو سر سے لے کر پاؤں تک لگتی ہے جسم کا تقاضا ہے لیکن ایک کھجلی ایسی ہے جو کہ اصل میں مولوی کو دیکھ کر ہوتی ہے اور وہ ہوتی ہے دماغ میں۔ مطلب یہ کہ عالم کو دیکھ کر پھر سوالات کئے جاتے ہیں۔ یہ سوال عام طور پر کیا جاتا ہے کہ یہ کیا جہاد ہورہا ہے؟ اور کیا اس کا نام اسلام ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کتاب کی واقعتاً بہت ضرورت ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے اسلام خالصتاً وہ دین ہے جس نے ہمیشہ امن وسلامتی کا درس دیا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ پریس اور میڈیا اُن کے ہاتھ میں ہیں اور وہ

ع　جنوں کا نام خرد رکھ دیا اور خرد کا جنوں　　جو چاہے آپکا حسن کرشمہ ساز کرے

آپکے ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ ان شاء اللہ مولانا کی یہ تصنیف ہمارے لئے مشعل راہ ہوگی، اور سبکو اس سے استفادہ کی

ضرورت ہے اللہ تعالیٰ مولانا کی اس محنت کو قبول فرمائے اور عالم اسلام و پاکستان کو اللہ ہر قسم کے فتنوں اور شر سے محفوظ فرمائے۔

**حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ** اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یریدون لیطفؤا و نور اللہ بافواھھم و اللہ متم ونورہ ولو کرہ الکافرون میرے انتہائی قابل احترام مہمان خصوصی جناب ارباب غلام رحیم صاحب۔ میرے انتہائی محترم جلیل القدر علمائے کرام مشائخ عظام عمائدین ملک وملت دانشوران اور محترم حاضرین!

میں اپنی کتاب کے بارے میں کچھ کہوں مناسب نہیں کہ اس تقریب میں تقریر کروں اور یہ محبت کی اور حسن ظن کی باتیں میں نے اپنی تعریف کی سنی۔ اور جو واللہ میری طبیعت گوارا نہیں کرتی۔ یہ کتاب جس کی تقریب رونمائی ہو رہی ہے۔ اس سلسلے کے ذریعہ سے سلگتے ہوئے مسائل کو جو راکھ میں دبا دیئے گئے ہیں اور اندر سے وہ سلگ رہے ہیں ان چنگاریوں کو کسی طرح زندہ کرنا چاہتے ہیں اور پھیلانا چاہتے ہیں۔ یہ مسائل جن کا زبان پر اسوقت لانا دہشت گردی اور کفر بن چکا ہے کسی طرح یہ جمود توڑا جائے اور اس کے ضمن میں جو وقت کے اہم ترین مسائل ہیں' امت مسلمہ کو جو چیلنج درپیش ہیں۔ ہمارے اوپر انتہائی سخت دور آئے ہیں فقہ اور علم کلام کے مباحث اور نظریاتی امور اور قرامطہ و باطنیہ خوارج کا اور معتزلہ وروافض فلسفہ یونان اور منطق وحکمت کا دور آیا بہت بڑے چیلنجوں سے ہم گزرے ہیں' اس کے مقابل پھر پورا علم کلام نئی سے نئی شکل میں علماء نے مرتب کیا۔ میں سمجھتا ہوں اس وقت عالم اسلام کا مسئلہ فقہ کے اختلافی مباحث نہیں ہیں' نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج کی اہمیت اور علم کلام میں جو موشگافیاں ہیں اس کا وقت نہیں۔ اس وقت کا علم کلام یہی ہے جو اسی کتاب میں چھیڑا گیا ہے۔ یعنی عالم کفر جن مسائل کو اچھال رہا ہے اور اٹھا رہا ہے یہی موضوعات ہیں جہاد ہے دہشتگردی ہے دینی تعلیم ہے۔ طالبان ہیں' ملا عمر ہے' اسامہ بن لادن ہے یہ اہم موضوعات اس وقت پورے زور وشور سے اٹھائے گئے ہیں اور اس سے صرف نظر کرنا خودکشی کو دعوت دینا ہے۔ یعنی پورا مغربی میڈیا آپ پر یلغار کر چکی ہے اور پرنٹ والیکٹرانک میڈیا ساری اسی پر لگی ہے وہ لوگ بڑے محنتی ہیں میں نے ایسے ایسے لوگ چار پانچ سالوں میں دیکھے ہیں ان میں نوجوان اور انتہائی راحتوں کے عادی لوگ اور عورتیں بھی تھیں جنہوں نے اپنے لئے اسے ایک جہاد سمجھا ہے۔ سخت گرمیوں' مچھروں اور شدید تکلیف دہ علاقوں میں دارالعلوم میں تین تین چار چار راتیں گزارتے تھے ہم ان کو نہیں چھوڑتے تھے لیکن وہ ساری ساری رات باہر لان میں ہاتھ سے دستی پنکھا چلاتی رہتی تھی۔

یعنی وہ اس کو ایک مشن بنا چکے تھے کہ اس زور وشور سے اس موضوع کو چلاؤ کہ مسلمانوں کا صفایا ہم نے توپ وتفنگ سے تو نہیں کیا اور یہی وقت ہے کہ اس ذریعہ سے انکا صفایا ہو جائے ان کے اپنے لوگ ان کے دشمن بن جائیں اور اتنا جھوٹ بولا جائے کہ خود باپ اپنے بیٹے کے خلاف اٹھ کھڑا ہو جائے کہ گھر سے نکلیں تو دہشت گرد ہے اور سارے حکمران بھی بیک آواز ہو یہ اس میڈیا کا زور ہے۔ وہ ہمیں توپوں' ٹینکوں اور بموں سے نہیں ختم کر سکے لیکن یہ جو یلغار

اس وقت شروع ہوئی ہم نے اس کا تعاقب نہیں کیا' ہم نے اپنے صحافی نہ دیکھے' ہم نے اپنے ایڈیٹر نہ دیکھے' ہم نے اپنی میڈیا کے لوگ اس طرح نہیں دیکھے کہ وہ بھی جنگلوں اور صحراؤں میں' پہاڑوں میں جہادی مراکز میں' تعلیمی اداروں میں جا کر دیکھے کہ حقیقت کیا ہے؟ انہوں نے بارہ بارہ صفحات جھوٹ کے پلندوں کے شائع کیئے کرسٹینا لیمب وہاں (حقانیہ) کے پیچھے منڈلاتی رہی اس نے چار سو صفحات کی کتاب لکھی اس نے ۱۴۰ صفحات میرے بارے میں خرافات کے بھرے۔ ہر چیز پر وہاں مٹی تھی' گرد آلود تھا' انہوں نے ہمارا نقشہ دنیا کے سامنے بھیانک پیش کیا کہ یہ ایک پرانے جنگل کی مخلوق ہیں۔ مجھ سے B.B.C کی ایک سرکردہ خاتون نمائندہ نے بڑے تعجب سے کہا جب وہ اپنی ایک ٹیم کے ساتھ حقانیہ آئی تھی۔ تین دن وہاں رہی۔ طالب علموں کا اٹھنا بیٹھنا' کھانا پینا' نماز پڑھنا' سٹڈی کرنا' انہوں نے کہا کہ ہم سب کچھ دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ تہجد کے وقت بھی اٹھتی اور دیکھتی کہ یہ لوگ (طالب علم) کیا کرتے ہیں۔ سارے حالات دیکھتی تو اس نے آ کر کہا کہ دنیا بھر میں ایسے مہذب سٹوڈنٹس ہم نے دیکھے ہی نہیں اور اس نے کہا کہ ہمیں یہ تعجب ہوا کہ طالبان کے نام بھی ہوتے ہیں آپ اس سے اندازہ لگائیں یعنی اس کو حیرت ہوئی کہ ان کے نام بھی ہوتے ہیں۔ عبدالرحمٰن۔ زید۔ عمر اور ابوبکر اس نے کہا کہ ہمیں تو بتایا گیا یہ بالکل جنگلی قسم کی مخلوق ہے۔ بالکل ریڈ انڈین قبائل کی طرح ایک مخلوق ہے' نکل کر یلغار کرتی ہے اور پھر واپس چلی جاتی ہے۔ جیسے بھیڑ بکریوں کے نام نہیں ہوتے اس طرح یہ بھی ہیں تو اس میڈیا کا سارا سلسلہ یہی ہے کہ اسے مسخ کر کے پیش کیا جائے انہوں نے چار دن فلم بندی میں گزارے اور جہاں کچن (مطبخ) میں کھانا تقسیم ہوتا ہے اور وہاں لائن میں طالب علم کھڑے ہوتے ہیں ایک شخص کمرے کے پانچ چھ افراد کے ٹکٹ لا کر دکھاتے اور کھانا وصول کرتے ہیں۔ وہاں اتفاقاً کہیں دو چھوٹے بچے لائن میں کھڑے تھے انہوں نے ایک دوسرے سے چھینا جھپٹی کی تو انہوں نے چار دنوں کی اس محنت کے بعد وہ منظر دکھایا کہ دیکھو یہ لوگ روٹی پر لڑ رہے ہیں۔ ہم نے انکے ساتھ کیا کیا سلوک کیا انہیں اس زمانہ میں افغانستان بھیجا۔ یہ بھی نہیں ہے کہ انہیں لاعلمی ہے ان کو یقین ہے کہ اسلام سراپا دین رحمت ہے اور سلامتی اسی میں ہے۔ اس کا نام ہی سلامتی اسلام ہے۔ اور ایمان امن سے ہے: المومن من امن الناس علی دمائھم و اموالھم۔ ایمان امن سے نکلا ہے' اسلام سلامتی سے نکلا ہے اور مسلمان ہر وقت جب ملتا ہے کافر کو بھی دشمن کو بھی دوست کو بھی السلام علیکم کہتا ہے۔ یعنی لاء اینڈ آرڈر اور امن سلامتی جب الگ ہے پھر کہتا ہے السلام علیکم جس مذہب کی بنیاد یہ ہو' اللہ تعالیٰ ہم سے جب پہلی بات کرے گا تو پہلی بات اللہ کی السلام علیکم پر ہوگی کہ تم پر سلامتی ہو سلام قولا من رب الرحیم۔ قرآن مجید میں ہے کہ پہلی ملاقات میں اللہ امن وسلامتی سے مخاطب کرے گا اور مسلمانوں کا نعرۂ اور شعار کیا ہوگا۔ تحیتھم فیھا سلام اور یہ ہے کہ کوئی اور بات ہی نہیں ہوگی سوائے اس کے الا قیلا سلاما سلاما ایک ہی گفتگو چل رہی ہوگی کہ سلام ہو سلامتی ہو تو وہ اس مذہب کو سمجھتے ہیں کہ سلامتی کا ہے لیکن انہوں نے ملیامیٹ کرنا ہے' آپ کو مٹانا ہے آپ کا اسلام ان کو برداشت نہیں ہے۔ تو پہلی دفعہ یہ فراڈ ۱۴۰۰ سال میں ہوا ہے۔ جنگ ہمیشہ ہوتی تھی'